

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن و سنت کی دعوت و تبلیغ اور اسلام کی حفاظت کے لیے دراز عمر عطا فرمائے آمین۔ شیخ صاحب! میں نے اپنے استاد محترم شیخ القرآن والحدیث علامہ عبدالسلام صاحب رستی السلفی سے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص وفات پا جائے اور ان پر رمضان کے روزوں کی قضا باقی ہو تو اس میت کے ورثاء اس کے لیے روزے رکھ سکتے ہیں، اور اگر کوئی شخص اس میت کے لیے فدیہ دے تو یہ بھی جائز ہے۔ ہاں میت کے لیے روزے رکھنا حدیث مرفوع سے ثابت ہے اور فدیہ والی روایت موقوف ہے۔

"لیکن شیخ الحدیث مولانا گوہر رحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ تفسیر المسائل جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 142 پر دو احادیث نقل کی ہیں کہ "میت کے لیے نہ کوئی نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ روزے رکھ سکتا ہے۔

یہ تو ٹھیک ہے کہ نماز کا نہ کوئی فدیہ احادیث میں ثابت ہے اور نہ کوئی شخص ایک میت کے لیے اس کی طرف سے نمازیں پڑھ سکتا ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص سخت بیمار ہو اور وہ رمضان کے روزے نہ رکھ سکے اور وفات ہو جائے تو اس کے لیے اس کا ولی روزے رکھ سکتا ہے اور شیخ گوہر رحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میت کی طرف سے اس کا وارث یا ولی روزے بھی نہیں رکھ سکتا۔

میں شیخ القرآن مولانا عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ دو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے سامنے پیش کروں گا اور شیخ گوہر رحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ احادیث بھی پیش کروں گا۔

شیخ زبیر علی زئی صاحب! آپ مہربانی کر کے جانہیں کے دلائل جانچ لیں تطبیق کر دیں جرح و تعدیل بھی کر دیں اور مسئلے کی راجح صورت بھی مدلل پیش کریں۔ کیونکہ اس مسئلہ میں ظاہری تضاد نظر آتا ہے۔

شیخ القرآن علامہ عبدالسلام صاحب کے دو دلائل

:- أم المؤمنين حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے 1:

(من مات وعلیہ صوم صام عنہ ولیہ)

(جو شخص مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے۔) (صحیح البخاری ج 1 ص 262 صحیح مسلم ج 1 ص 362)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں مر گئی اور اس پر ایک مہینہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے ان روزوں کو ادا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تیری ماں پر کچھ قرض ہوتا تو کیا تو اس قرض کو اس کی طرف سے ادا کرتا؟ اس شخص نے جواب دیا ضرور! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ (تعالیٰ کا قرض اولکے جانے کے زیادہ لائق ہے۔) (صحیح مسلم ج 1 ص 362)

شیخ گوہر رحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل تفسیر المسائل سے:

"- لا یصلی أحد عن أحد، ولا یصوم أحد عن أحد، ولكن یطعم عنہ 1

"کوئی شخص دوسرے کی جگہ نہ نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ اس کی جانب سے روزے رکھ سکتا ہے۔ لیکن اس کی جانب سے غریبوں کو کھانا کھلا دیا جائے یعنی فدیہ دیا جائے"

(سنن کبریٰ للبیہقی ج 4 ص 257 مشکل الآثار جلد 3 ص 141 نصب الراية از امام زلیحی ج 2 ص 463 وقال ابن حجر اسنادہ صحیح والدرایہ ص 177)

"- عن ابن عمر قال: لا یصلی أحد عن أحد، ولا یصوم أحد عن أحد، ولكن إن کنت فاعلاً تصدقت عنہ أو أهدیت 2

"ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی جانب سے ہرگز نماز نہ پڑھے اور نہ اس کی جانب سے روزے رکھے الا یہ کہ تو اس کے لیے صدقہ اور قربانی دے سکتا ہے"

(سنن کبریٰ للبیہقی ج 4 ص 257 نصب الراية از امام زلیحی ج 2 ص 463 مشکل الآثار ج 3 ص 141 وقال ابن حجر اسنادہ صحیح والدرایہ ص 177)

(مہربانی کر کے میرا یہ سوال ضرور ماہنامہ الحدیث حضرو میں شائع کریں۔ (قاری فضل احدا لکھنؤ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد

: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(من مات وعليه صوم صام عنه وليه)

(جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر روزے ہوں اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا۔" (صحیح بخاری 1952 صحیح مسلم 1147 ترمذی دارالسلام: 2692)

اس حدیث میں "اس پر روزے ہوں" سے مراد نذر کے روزے ہیں، جس کی تین دلیلیں درج ذیل ہیں۔

- سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی تو کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں فوت ہو گئی ہے اور اس پر نذر کے روزے (باقی) ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ نے فرمایا: "تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرویتیں تو یہ اس کی طرف سے ادا ہو جاتا؟" اس نے کہا جی ہاں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ("فصومی عن امک" پس تم اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھو۔" (صحیح مسلم 1148 ترمذی دارالسلام: 2696)

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ایک عورت نے سمندری سفر کیا تو ایک مہینہ روزے رکھنے کی نذر مانی پھر وہ روزے رکھنے سے پہلے ہی فوت ہو گئی تو اس کی بہن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر یہ واقعہ بیان کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسے حکم دیا کہ وہ اس (اپنی بہن) کی طرف سے روزے رکھے۔

(السنن الصغریٰ للنسائی کتاب الایمان والنذور من نذر ان یصوم ثم مات قبل ان یصوم ج 7 ص 20 ح 3847 عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسندہ صحیح وصحیح ابن خزیمہ: 2054)

(امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضموم کی ایک روایت (ح 3308 وحو حدیث صحیح) پر "باب فی قضاء النذر عن المیت" کا باب باندھنا ہے۔ (طبع دارالسلام ص 479-480)

ظاہر ہے کہ حدیث، حدیث کی تشریح کرتی ہے۔ لہذا حدیث مذکور سے مراد نذر کے روزے ہیں۔

- حدیث مذکور کی راویہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پچھا گیا: "میری ماں فوت ہو گئی ہیں اور ان پر رمضان کے روزے باقی تھے، کیا میں ان کی طرف سے ان روزوں کی قضا رکھ سکتی ہوں؟" تو انہوں نے جواب دیا: نہیں لیکن ان کی طرف سے ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دو، یہ اس کی طرف سے تمہارے روزے رکھنے سے بہتر ہے۔

(شرح مشکل الآثار للطحاوی طبع جدید 6/178 وسندہ حسن وصحیح ابن الترمذی فی الجہر النقی 4/257)

راویہ حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فتوے سے یہی ظاہر ہے کہ میت کی طرف سے عام روزے نہیں رکھے جائیں گے بلکہ صرف نذر کے روزے رکھنا جائز ہے۔

: دوسری حدیث کے راوی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

((لایصلی أحد عن أحد، ولا یصوم أحد عن أحد، ولكن یطعم عنه مکان کل یوم مدامن حنطۃ یتئ))

کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز نہ پڑھے اور کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے لیکن ہر دن کے (روزے کے) بدلے میں اس کی طرف سے گندم کا ایک مد کھانا کھلائے۔"

(السنن الکبریٰ للنسائی 2/175 ح 2918 وسندہ صحیح وصحیح الحافظ ابن حجر فی الدرر 1/283 ح 375)

ایک مد 53 تولے وزن کا ایک پیمانہ ہے۔

: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے فرمایا

"إذا کان علی المیت نذر صیام یصام عنه، وإذا کان علیہ قضاء رمضان أطعم عنه"

اگر میت پر نذر کے روزے ہوں تو اس کی طرف سے روزے رکھے اور اگر رمضان کی قضا باقی ہو تو اس کی طرف سے روزوں کا فدیہ کھلائے۔

(سنن ترمذی 718 والمفظلہ مسائل الامام احمد واسحاق راویہ اسحاق بن منصور الکویج 1/288 فقرہ 679)

: امام ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 656ھ) نے فرمایا

"احمد واسحاق والبوٹور والیث والبوعیدہ والی الظاہر یصام عنه الا انهم خصوه بالنذر"

(اور اس حدیث کے مطابق احمد (بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) لیث (بن سعد) اور ابو عبیدہ کا قول ہے الایہ کہ انہوں نے اس حدیث کی تخصیص نذر کے روزوں کے ساتھ کی ہے۔) (المضم 3 ص 208 تحت ح 1014)

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راویان حدیث کے فتاویٰ اور سلف صالحین کے فہم سے ثابت ہوا کہ جواب کے شروع میں مذکور حدیث سے مراد یہ ہے کہ میت کے وراثہ صرف اس صورت میں میت کی طرف سے روزے رکھ سکتے ہیں جب اس پر نذر کے روزے باقی ہوں، رہے رمضان کے روزے تو یہ میت کی طرف سے نہیں رکھے جائیں گے بلکہ ہر روزے کے بدلے میں فدیہ کھلایا جائے گا۔

:جناب گوہر رحمن صاحب نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب جس مرفوع روایت کا حوالہ سنن کبریٰ از بیہقی، مشکل الآثار نصب الراية اور الدرایہ سے پیش کیا ہے تو عرض ہے کہ ان تمام کتابوں میں یہ روایت **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کے الفاظ کے ساتھ نہیں بلکہ صرف سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے لہذا اسے مرفوع یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے طور پر بیان کرنا غلط ہے اور زیلعی حنفی نے " (بھی لکھا ہے کہ: "غریب مرفوعاً" یعنی اس کا مرفوع ہونا معلوم نہیں ہے۔ (دیکھئے نصب الراية 2/463)

(آپ نے گوہر رحمن صاحب کی بیان کردہ دونوں روایات "تفہیم المسائل حصہ اول" سے نقل کی ہیں یہ میرے نسخے کے صفحہ 123-124 پر ہیں (طبع جنوری 1993ء

گوہر رحمن صاحب کو بڑی غلطی لگی انھوں نے موقوف کو مرفوع یعنی صحابی کے فتوے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بنا ڈالا ہے۔

تنبیہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوے والی روایت کی سند صحیح ہے جیسا کہ فقرہ نمبر 2 کے تحت گزر چکا ہے۔

(گوہر رحمن صاحب نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب مرفوع روایت مشکل الآثار سنن کبریٰ از بیہقی نصب الراية اور الدرایہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ (تفہیم المسائل ج 1 ص 124

) حالانکہ ان چاروں کتابوں میں یہ مرفوع روایت موجود نہیں بلکہ عبد الرزاق وغیرہ نے اسے سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول اور فتوے کے طور پر نقل کیا ہے۔ (دیکھئے نصب الراية 2/463

) اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "الصحيح عن ابن عمر موقوف" صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوف ہے (الدرایہ 1/283 ح 375

فائدہ:

"مصنف عبد الرزاق والی روایت امام عبد الرزاق کی تہلیس (عن) کی وجہ سے ضعیف ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ

"لا يصوم أحد عن أحد ولكن تصدقوا عنه من ماله للصوم لكل يوم مسكينا"

(کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے لیکن اس کی طرف سے صدقہ کرو۔ ہر دن کے روزے کے بدلے میں مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ السنن الکبریٰ 4/254 وسندہ صحیح

(اس روایت کی سند صحیح ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر کسی سند کے متن میں اضافے والی روایت کو موطا میں نقل کیا ہے (1/303 وسندہ ضعیف روایت یحییٰ بن یحییٰ

:امام ابو الجهم الطاء، بن موسیٰ بن عطیہ الباہلی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

"أن عبد الله بن عمر كان يقول: لا يصوم أحد عن أحد ولا ينج أحد عن أحد"

(کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج نہ کرے۔ (جزء ابی الجهم 24 وسندہ صحیح

اس کی سند صحیح ہے اور اس قول میں "حج نہ کرے" والی بات محل نظر ہے بلکہ احادیث مرفوعہ صحیحہ کی رو سے یہ ثابت ہے کہ دوسرے کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے بشرطیکہ حج بدل کرنے والے نے پہلے خود فرض حج کیا ہو۔

(حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ کوئی آدمی کسی دوسرے کی طرف سے فرض نماز نہیں پڑھے گا۔ (دیکھئے التہذیب 9/133

(سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقوف قول کو گوہر رحمن صاحب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرار دینا بھی غلط ہے۔ (26/2010ء

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ

جلد 3- روزہ، صدقہ فطر اور زکوٰۃ کے مسائل - صفحہ 143

محدث فتویٰ